AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

المیہ اور المیاتی عناصر اُردو افسانے کے تناظر میں۔۔۔ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

Diverse Aspects of Tragic Elements in Urdu Short Stories

تیمور علی

سکالر پی۔ایچ ڈی اُردو

ڈاکٹر مزمل حسین

ایسوسی ایٹ پروفیسر آف اُردو، شعبہ اردو قرطبہ یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

ABSTRACT:

Urdu short fiction is a significant genre of creative literature that reflects the complexities of human existence and the diverse manifestations of suffering, pain, anguish, deprivation, and emotional distress. This research paper examines the diverse aspects of tragic elements in Urdu short stories from a critical and analytical perspective, focusing on their thematic, psychological, and sociological dimensions. It explores how individual and collective experiences of human suffering are shaped by social injustice, economic disparities, exploitation, emotional deprivation, broken relationships, loneliness, and existential anxieties. The study also investigates how short story writers represent these painful realities through characterization, narrative techniques, symbolism, and the portrayal of inner conflicts. The concept of tragic elements in this research is not confined to Aristotle's theory of tragedy; rather, it encompasses the broader spectrum of distressing experiences and adverse circumstances that affect human life. The paper aims to highlight the ways in which Urdu short stories transform personal suffering into a wider reflection on social conditions, human relationships, and the contradictions of existence. It further emphasizes the significance of tragic elements in enhancing literary expression, promoting critical consciousness, and deepening readers' understanding of human vulnerability and social realities. Thus, the study considers tragic elements an essential dimension of Urdu short fiction through which the multifaceted nature of human suffering and its literary representation can be critically understood.

Key Words: *Urdu Afsana, Almiati Anasir, Insani Dukh, Dard-o-Karb, Jazbati Mahroomi, Samaji Na-insafi, Nafsiati Kashmakash, Wujoodi Izterab, Insani Tajurba, Tanqeedi Tajziya.*

ادب انسانی زندگی کا ترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے باطنی احساسات، ذہنی کیفیات، سماجی تجربات اور وجودی مسائل کی تفہیم کا ایک اہم وسیلہ بھی ہے۔ انسانی زندگی جہاں خوشیوں، مسرتوں، امیدوں اور آرزوؤں سے عبارت ہے، وہیں اس کے دامن میں دکھ، محرومیاں، ناکامیاں، اذیتیں، بے بسی، تنہائی اور کرب کی بے شمار صورتیں بھی موجود ہیں۔ زندگی کے یہ تلخ تجربات نہ صرف انسان کی داخلی دنیا کو متاثر کرتے ہیں بلکہ اس کے سماجی رویوں، فکری رجحانات اور طرزِ احساس کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ادب انھی تجربات کو تخلیقی اظہار عطا کر کے انسانی وجود کے ان گوشوں کو منکشف کرتا ہے جو بسا اوقات عام مشاہدے کی دسترس سے باہر رہتے ہیں۔ اس تناظر میں اردو افسانہ انسانی زندگی کے المیاتی پہلوؤں کی عکاسی اور تفہیم کا ایک مؤثر ادبی وسیلہ قرار پاتا ہے۔

اردو افسانہ اپنی فنی ساخت، اختصار، معنوی تہہ داری اور زندگی سے گہرے ربط کے باعث اردو کی تخلیقی نثر کی ایک اہم صنف ہے۔ اس صنف نے انسانی زندگی کے متنوع تجربات، معاشرتی تضادات، طبقاتی ناہمواریوں، معاشی مسائل، رشتوں کی شکست وریخت، جذباتی محرومیوں، نفسیاتی الجھنوں اور

وجودی بے معنویت کو مختلف اسالیب اور زاویوں سے پیش کیا ہے۔ افسانہ نگار اپنے عہد اور معاشرے سے وابستہ رہتے ہوئے ان حالات و واقعات کو تخلیقی اظہار کا حصہ بناتا ہے جو انسانی زندگی کو دکھ، کرب اور الم سے دوچار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اردو افسانے میں المیاتی عناصر کا مطالعہ محض انسانی دکھوں کی نشان دہی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ اس کے ذریعے ان سماجی، نفسیاتی، معاشی اور تہذیبی عوامل کو بھی سمجھنے کی راہ ہموار ہوتی ہے جو ان دکھوں کی پیدائش اور شدت کا سبب بنتے ہیں۔

زیرِ نظر تحقیق میں المیاتی عناصر سے مراد انسانی زندگی میں موجود دکھ، درد، کرب، اذیت، محرومی، تنہائی، بے بسی، شکستِ آرزو اور دیگر ایسی کیفیات ہیں جو فرد کے باطن اور اس کے خارجی وجود کو متاثر کرتی ہیں۔ اگرچہ ان اصطلاحات کے مفاہیم اور اطلاق میں باریک فرق پایا جاتا ہے، تاہم ان سب کا تعلق انسانی تجربے کی ان صورتوں سے ہے جن میں زندگی کی تلخ حقیقتیں، خواہشات کی ناکامی، حالات کی نامساعدت اور انسانی رشتوں کی پیچیدگیاں نمایاں ہوتی ہیں۔ ان عناصر کا تعلق کسی ایک فرد یا مخصوص طبقے تک محدود نہیں، بلکہ یہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے مختلف دائروں میں اپنی الگ الگ صورتوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ کہیں غربت اور معاشی استحصال انسان کے لیے المیے کا سبب بنتے ہیں، کہیں سماجی جبر اور ناانصافی اس کی شخصیت کو مجروح کرتے ہیں، کہیں محبت اور رشتوں کی ناکامی داخلی کرب کو جنم دیتی ہے اور کہیں تنہائی، بے معنویت اور شناخت کا بحران انسانی وجود کو ایک گہری اذیت سے دوچار کر دیتا ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس تحقیق میں المیاتی عناصر کا مطالعہ ارسطو کے تصورِ المیہ یا اس کے مخصوص فنی وڈرامائی مفہوم کی روشنی میں مقصود نہیں، بلکہ اردو افسانے کے موضوعاتی اور معنوی دائرے میں انسانی دکھوں کی مختلف صورتوں کو سمجھنا بنیادی مقصد ہے۔ چنانچہ المیہ یہاں کسی مخصوص صنفِ ڈراما یا المیہ فن پارے کی فنی تعریف تک محدود نہیں، بلکہ انسانی زندگی میں رونما ہونے والے ان تجربات، حالات اور کیفیات کا مفہوم رکھتا ہے جو انسان کو ذہنی، جذباتی، نفسیاتی یا سماجی سطح پر رنج و الم سے دوچار کرتے ہیں۔ اس زاویۂ نظر سے اردو افسانے میں المیاتی عناصر کا مطالعہ انسانی زندگی کی پیچیدگیوں، سماجی رویوں اور فرد کے داخلی تجربات کی تفہیم کا ایک اہم ذریعہ بن جاتا ہے۔

اردو افسانے میں ان عناصر کی معنویت اس لیے بھی اہم ہے کہ افسانہ نگار انسانی دکھ کو محض ایک جذباتی کیفیت کے طور پر پیش نہیں کرتا، بلکہ اکثر اس کے پس منظر میں کارفرما اسباب اور عوامل کو بھی آشکار کرتا ہے۔ اس کے ہاں فرد کا دکھ بسا اوقات پورے معاشرے کی صورتِ حال کا عکاس بن جاتا ہے۔ کسی کردار کی محرومی کے پس منظر میں طبقاتی تقسیم، کسی عورت کی اذیت کے پیچھے پدرسری نظام، کسی فرد کی تنہائی کے عقب میں سماجی بے حسی اور کسی خاندان کی شکست وریخت کے پس منظر میں معاشی یا تہذیبی تبدیلیوں کے اثرات کارفرما ہو سکتے ہیں۔ اس طرح افسانے میں دکھ کا اظہار محض ذاتی تجربے کی پیش کش نہیں رہتا، بلکہ وہ معاشرتی شعور، انسانی صورتِ حال اور عہد کے تضادات کو سمجھنے کا وسیلہ بھی بن جاتا ہے۔

اس موضوع کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ اس اعتبار سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ انسانی دکھ اپنی نوعیت، شدت اور اسباب کے لحاظ سے یکساں نہیں ہوتے۔ بعض دکھ خارجی حالات اور مادی محرومیوں سے جنم لیتے ہیں، بعض سماجی جبر اور ناانصافی کا نتیجہ ہوتے ہیں، جب کہ کچھ دکھ انسانی نفسیات، باہمی تعلقات، احساسِ تنہائی اور وجودی سوالات سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اردو افسانے میں ان مختلف صورتوں کی نشان دہی کے ساتھ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ افسانہ نگار اپنے کرداروں کے المیاتی تجربات کو کن فنی طریقوں، علامتوں، استعاروں، مکالموں، کردار نگاری اور بیانیہ تکنیکوں کے ذریعے مؤثر بناتا ہے۔ اس طرح موضوع کے مطالعے میں نہ صرف افسانے کے معنوی پہلو سامنے آتے ہیں بلکہ اس کی فنی تشکیل اور جمالیاتی اثرات کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

زیرِ نظر مقالے کا بنیادی مقصد اردو افسانے میں موجود المیاتی عناصر کی مختلف صورتوں کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لینا ہے، تاکہ یہ واضح کیا جا سکے کہ اردو افسانہ انسانی زندگی کے دکھوں، محرومیوں، اذیتوں اور کرب کو کس طرح تخلیقی اظہار عطا کرتا ہے۔ اس ضمن میں انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی تجربات، سماجی و معاشی مسائل، نفسیاتی کیفیات، جذباتی شکست وریخت اور وجودی اضطراب کے تناظر میں المیاتی عناصر کی معنویت کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس مطالعے کے ذریعے یہ جاننے کی سعی بھی کی جائے گی کہ اردو افسانے میں انسانی دکھ محض ایک موضوع کی حیثیت رکھتے ہیں یا وہ وسیع تر سماجی شعور، انسانی ہمدردی اور زندگی کی حقیقتوں کے ادراک کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

الغرض، اردو افسانے میں المیاتی عناصر کا مطالعہ دراصل انسانی زندگی کی ان تلخ حقیقتوں کا مطالعہ ہے جو فرد کے احساس، فکر، شخصیت اور سماجی وجود پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔ یہ موضوع اس امر کی تفہیم کا موقع فراہم کرتا ہے کہ افسانہ انسانی دکھ کو کس طرح لفظوں میں ڈھالتا، اس کے اسباب کو منکشف کرتا اور قاری کو اپنے عہد، معاشرے اور ذات کے بارے میں نئے سوالات سے آشنا کرتا ہے۔ اسی تناظر میں یہ تحقیق اردو افسانے میں انسانی کرب کی متنوع صورتوں اور ان کی ادبی و فکری معنویت کو سمجھنے کی ایک کوشش ہے۔ "المیاتی عناصر" ادبِ عالیہ کے حوالے سے بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ الم یا دُکھ انسانی دلوں کی اُداس کہانی ہے اور اسی کہانی سے بڑا ادب تخلیق ہوتا ہے۔

المیہ اور المیاتی عناصر کا تعارف اور تفہیم:

ادب انسانی احساسات، خیالات اور تجربات کی آئینہ داری کرتا ہے۔ اس میں مسرت و غم، کامیابی و ناکامی، امید و مایوسی جیسے تمام جذبات کے رنگ موجود ہیں۔ انھی میں ایک اہم پہلو "المیہ" کا بھی ہے، جو زندگی کے کٹھن حقائق، الم ناک واقعات اور تقدیر یا حالات و واقعات کے غیر متوقع موڑ کو نمایاں کرتا ہے۔ "المیہ" صرف رنج و افسوس کی داستان نہیں بلکہ انسانی فطرت، کردار اور حالات کی پیچیدگیوں کا فنی و فکری مطالعہ بھی ہے۔ انور جمال کے بقول:

> "المیہ کی اصطلاح عمومی زندگی کے بطن سے پھوٹ کر ادب کی دنیا میں داخل ہوئی ہے۔ زندگی ایک بڑا المیہ ہے اور اس کے متعلقات میں المیاتی سانحے رونما ہوتے رہتے ہیں۔ ہر المیہ ایک نئی صورت حال کو جنم دیتا ہے۔" [1]

اس اقتباس میں انور جمال نے یہ واضح کیا ہے المیہ محض ایک ادبی اصطلاح نہیں بلکہ انسانی زندگی کے حقیقی تجربات سے جنم لینے والا تصور ہے۔ انسان اپنی زندگی میں مختلف قسم کے دکھوں، محرومیوں، ناکامیوں اور سانحات کا سامنا کرتا ہے، اور یہی تلخ تجربات ادب میں المیاتی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ مصنف اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ المیہ صرف رنج و غم کی کیفیت پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کے نتیجے میں نئے خیالات، رویّے اور سماجی تبدیلیاں بھی وجود میں آتی ہیں۔ اس اقتباس سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ادب زندگی کے تجربات کا عکاس ہے اور المیہ انسانی وجود اور معاشرتی حقیقتوں کو سمجھنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

"المیہ" عربی زبان کے لفظ "الم" سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی رنج سے بھرا ہوا، غم انگیز واقعہ اور دردناک واقعہ ہیں۔ اس کا انگریزی مترادف "ٹریجڈی" ہے۔ جس کے معنی ہیں آفت، مصیبت، حزن ہلال اور الم، ادبی اصطلاح میں المیہ ایک سنجیدہ اور مذہبی رسوم کی ادائیگی کے لیے تخلیق کردہ ڈرامائی صنف بھی ہے، جو منتخب الفاظ اور حزنیہ اختتام پر مشتمل ہوتی ہے۔ لغات فارسی میں المیہ کو "تراجدی" کہا جاتا ہے۔

اردو زبان میں "الم"، "دکھ"، "غم" اور "المیہ" کے مختلف مترادفات موجود ہیں، لیکن ان کے درمیان باریک سا فرق موجود ہے۔ ذیل میں ان کے انگریزی مترادفات کے ساتھ ساتھ اردو میں مفصل تشریح ملاحظہ۔

1۔ الم:

"الم" کو اردو انگریزی لغت میں "Anguish, Agony, Torment" کہتے ہیں۔ "2

فیروز اللغات میں "الم" کے معنی "رنج و غم، ذہنی کرب اور فکر و تردد کے ہیں۔ "3

"الم" ایک گہری اور شدید ذہنی یا جسمانی تکلیف کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب درد انتہائی ہو، چاہے وہ جذباتی ہو یا جسمانی۔ مثلاً:

"کسی عزیز کی ناگہانی موت پر انسان جو شدید کرب محسوس کرتا ہے، اسے "الم" کہا جا سکتا ہے۔
افسوس ناک خبر سن کر غم میں چیخ پڑنا وغیرہ۔ "
کسی عورت کو شادی کے بعد طلاق کی اذیت کا سامنا کرنا پڑے اور کسی کا ملازمت سے محروم ہو جانا بھی "الم" کا سبب بنتا ہے۔

2۔دکھ:

"دکھ" کو اردو انگریزی لغت میں "Sadness, Sorrow, Pain" کہتے ہیں۔ "4

فرہنگ آصفیہ میں دکھ کے معنی "درد، تکلیف، رنج، مرض بیماری، مصیبت، بلا آفت وغیرہ کے ہیں۔"5

"دکھ" عام طور پر ایسی کیفیت کو کہتے ہیں جو انسان کے باطن کو تکلیف دے لیکن وہ اتنا شدید نہ ہو کہ ناقابل برداشت ہو۔ یہ روزمرہ کی زندگی میں ہونے والے چھوٹے بڑے ناخوشگوار واقعات سے پیدا ہوتا ہے۔ دکھ ایک منفی جذبہ ہے جس کا انسانی معاشرے میں انسان کو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر ضرور سامنا رہتا ہے۔ دکھ، خوشی کا متضاد ہے، اس جذبے میں تکلیف اور درد چھپا ہوتا ہے۔

واقعہ کربلا میں حضرت حسینؓ کا دکھ، حضرت زینب کا دکھ اور حضرت محمد ﷺ کا یہ دکھ ہے کہ ان کی والدہ جلد وفات پا جاتی ہیں، اور حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والد محترم فوت ہو چکے ہوتے ہیں۔ آپؐ کے چچا اور آپؐ کی محبوب بیوی حضرت خدیجہ ان کی وفات، آپؐ کے لیے دکھ کا باعث بنی۔ مراد ہے کہ الم اور دکھ ایک جیسی کیفیات سے وقوع پزیر ہوتے ہیں۔ کسی دوست کی بے رخی یا ناکامی پر جو دل کو چوٹ لگے، اسے بھی "دکھ" کہا جا سکتا ہے۔ دکھ کسی کوشش کی ناکامی میں یا کسی امتحان میں ناکامی کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ ماں باپ اولاد کے بیمار ہونے کی وجہ سے دکھی ہو سکتے ہیں ۔دکھ کی وجہ کسی سے عارضی یا مستقل بچھڑنا بھی ہو سکتا ہے۔

3۔غم:

غم کو اردو انگریزی لغت میں "Grief, Mourning, Heartache" کہتے ہیں۔"6

فیروز اللغات میں "غم" کے معنی "رنج، ملال، درد و تکلیف، سوگ، ماتم افسوس وغیرہ کے ہیں۔"7

"غم" اس دکھ کو کہتے ہیں جو کسی بڑے نقصان، جیسے کسی عزیز کے فوت ہو جانے یا کسی اہم چیز کے چھن جانے پر ہوتا ہے۔ یہ دیرپا اور دل میں بیٹھ جانے والا جذباتی درد ہوتا ہے۔ اس کیفیت کے دوران میں انسان اداسی، تنہائی اور دیگر مختلف النوع جذبات و احساسات سے گزرتا ہے۔ یہ صدماتی کیفیت؛ مختلف حالات و واقعات کا نتیجہ ہوتی ہے۔

ماں باپ کی جدائی یا اولاد کا بچھڑ جانا "غم" کہلاتا ہے۔

روزگار کا چھن جانا یا کسی تعلق یا رابطے کا ختم ہو جانا "غم" کہلاتا ہے۔

اچانک، غیر متوقع یا پر تشدد موت۔ بچے یا شریک حیات کی موت

4۔المیہ:

"المیہ" کو اردو انگریزی میں "Tragedy, Catastrophe, Calamity" کہتے ہیں۔"8

نور اللغات میں "المیہ" کے معنی "الم سے منسوب، المناک، دکھ بھرا، دردناک واقعہ، غم انگیز سانحہ کے ہیں۔"9

"المیہ" ایک بڑا سانحہ یا واقعہ ہوتا ہے جس کا اثر نہ صرف فرد پر بلکہ معاشرے یا قوم پر بھی ہو سکتا ہے۔ یہ لفظ اکثر ڈراموں اور ادبیات کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جہاں کوئی دردناک اختتام ہو۔ مراد ہے کہ ڈرامہ بطور صنف بھی "المیہ" ہے یعنی ایسا ڈرامہ جو کسی المیے کو پیش کرے۔ زلزلے میں ہزاروں جانوں کا ضیاع ایک "المیہ" ہے۔ یا "شیکسپیئر کا ڈرامہ "ہملٹ" امتیاز علی تاج کا ڈرامہ "انار کلی" ایک المیہ ہے۔ پاکستان کے علاقائی رومانی داستانوں کا اختتام بھی "المیہ" پر ہوتا ہے۔ ارسطو کے بقول:

> "المیہ ایک ایسے عمل کی نقل ہے جو سنجیدہ توجہ کے قابل ہو وہ اپنے اندر تکمیل اور وسعت رکھتا ہو ۔زبان و اعتبار کے لحاظ سے فنی صفات پر مشتعمل ہو، اسے عملی شکل میں دکھایا گیا ہو، جسے دیکھ کر سامعین کے دلوں میں خوف و ترحم کے جزبات پیدا ہوں تا کہ ان کا تذکیہ نفس ہو سکے "10

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ارسطو کے اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ المیہ ایک ایسا ادبی و فنی اظہار ہے جو انسانی زندگی کے سنجیدہ، اہم اور اثر انگیز پہلوؤں کو پیش کرتا ہے۔ اس کے نزدیک المیہ صرف رنج والم یا المناک واقعات کی تصویر کشی کا نام نہیں، بلکہ ایک منظم اور بامعنی عمل کی جمالیاتی تشکیل ہے۔ المیے میں واقعات اور کردار اس انداز سے پیش کیے جاتے ہیں کہ قاری یا ناظر ان کے احساسات اور تجربات سے گہری وابستگی محسوس کرتا ہے۔ اس کی زبان فنی لطافت اور ادبی حسن سے مزین ہوتی ہے جو اس کے اثر کو مزید گہرا کر دیتی ہے۔ المیے کے کردار عموماً ایسے حالات اور کشمکش سے گزرتے ہیں جو ہمدردی، ترحم اور درد کے جذبات کو ابھارتے ہیں۔ ان کے انجام سے ناظر کے دل میں خوف بھی پیدا ہوتا ہے کیونکہ وہ انسانی زندگی کی ناپائیداری اور غیر یقینی صورتِ حال کا ادراک کرتا ہے۔ یہی جذباتی کیفیت انسان کو اپنے باطن کا جائزہ لینے اور زندگی کے حقائق کو زیادہ گہرائی سے سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ ارسطو کے نزدیک المیہ نہ صرف ایک اعلیٰ ادبی فن ہے بلکہ انسانی شعور، اخلاقی بصیرت اور جذباتی تطہیر کا مؤثر وسیلہ بھی ہے۔

کسی بھی صنف میں بہترین المیہ وہ ہو گا جس میں انکشاف تنسیخ کے ساتھ مل کر انسانی جذبات کو سامنے لایا جائے۔ انسانی جذبات نمایاں کرنے کے لیے مصیبت کا سہارا لیا جائے۔ خوف اور ترس کے جذبات اجاگر کرنے کے لیے ایک مثالی انسان چاہیے جو کہ اپنی نیک نامی کی وجہ سے مشہور ہو اور جس کا بد حالی کی طرف کا سفر کسی گناہ یا بدکاری کے بغیر قسمت کا فیصلہ دکھایا جائے۔ المیہ ایسا ہو کہ سننے والا یا دیکھنے والا بھی اتنا ہی اثر قبول کرے جتنا المیہ لکھنے والا کرتا ہے۔ یہاں المیہ سے مراد "ڈرامہ" بھی لیا جا سکتا ہے، جس کی مجموعی فضا حزنیہ اور انجام تکلیف دہ ہو۔ لیکن ہمارا موضوع اردو افسانہ میں المیاتی عناصر ہے ،اس لیے ہمارا مرکز نگاہ یہی عناصر رہیں گے۔

المیاتی عناصر:

ادب المیہ "المیاتی" سے مراد ہے کہ کسی کردار کا المیہ، اس کا دکھ، غم، درد، وغیرہ۔ المیہ ٹریجڈی ڈرامے کے طور پر ایک الگ بحث ہے۔ ہم یہاں افسانہ میں موجود المیاتی عنصر کا جائزہ لیں گے۔ یہ عناصر درد، غم، نقصان اور انسانی بے بسی کو نمایاں کرتے ہیں۔ المیاتی ادب کا مقصد قاری یا ناظر میں ہمدردی، دکھ اور سوچ کو متنوع حوالوں سے پیدا کرنا ہوتا ہے۔

ادب کے حوالے سے اہم المیاتی عناصر درج ذیل ہیں:

1 ہیرو کا زوال:

اردو افسانے کی المیاتی روایت میں ہیرو کے زوال کو ایک مرکزی اور مؤثر فنی عنصر کی حیثیت حاصل ہے۔ المیہ اپنی اصل میں انسانی شکست، محرومی اور ایسے سانحات کی عکاسی کرتا ہے جو فرد کی زندگی کو بنیادی سطح پر متاثر کرتے ہیں۔ کلاسیکی ادبیات میں المیاتی ہیرو عموماً بلند مرتبہ، بااختیار یا غیر معمولی اوصاف کا حامل ہوتا تھا، لیکن اردو افسانے نے اس تصور کو ایک نئے تناظر میں پیش کیا ہے۔ یہاں المیے کا مرکز کسی شاہی یا اشرافی کردار کے بجائے عام انسان بن جاتا ہے جو معاشرتی ناہمواریوں، معاشی جبر، طبقاتی تفریق اور حالات کی سختیوں کے باعث اپنی زندگی کی جدوجہد میں شکست کھا جاتا ہے۔

اردو افسانے میں ہیرو کا زوال دراصل فرد اور سماج کے باہمی تعلقات کی پیچیدگیوں کو آشکار کرتا ہے۔ افسانہ نگار ایسے کرداروں کو سامنے لاتے ہیں جو بہتر زندگی کے خواب دیکھتے ہیں، مگر معاشرتی نظام، استحصالی قوتیں یا ناموافق حالات ان کے ارادوں اور تمناؤں کو ناکام بنا دیتے ہیں۔ اس طرح کردار کی شکست محض ذاتی ناکامی نہیں رہتی بلکہ ایک وسیع تر سماجی بحران کی علامت بن جاتی ہے۔ قاری اس زوال میں صرف ایک فرد کی بے بسی نہیں دیکھتا بلکہ پورے معاشرے کی ناانصافیوں اور تضادات کو محسوس کرتا ہے۔

ترقی پسند اور حقیقت نگار اردو افسانہ نگاروں نے ہیرو کے زوال کو خاص اہمیت دی ہے۔ ان کے ہاں کسان، مزدور، عورت، یتیم، بے روزگار نوجوان اور نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد اکثر ایسے حالات کا شکار دکھائی دیتے ہیں جن سے نکلنا ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ غربت، بھوک، استحصال، بے روزگاری اور سماجی محرومی ان کرداروں کی زندگی کو اس نہج تک پہنچا دیتی ہیں جہاں ان کی امیدیں دم توڑنے لگتی ہیں۔ اس طرح کردار کا المیہ دراصل ایک اجتماعی انسانی المیے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

ہیرو کے زوال کا ایک اہم پہلو اس کی نفسیاتی اور روحانی شکست بھی ہے۔ بعض اوقات کردار جسمانی طور پر زندہ رہتا ہے، لیکن اس کے خواب، خواہشات، اعتماد اور عزتِ نفس تباہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہ کیفیت اردو افسانے میں المیے کی ایک نہایت مؤثر صورت سمجھی جاتی ہے۔ کردار کی یہ داخلی ٹوٹ پھوٹ قاری کو گہرے جذباتی اثر سے دوچار کرتی ہے اور اسے انسانی زندگی کی ناپائیداری اور سماجی ناانصافی کے احساس سے آشنا کرتی ہے۔

المیے کا مرکز غیر معمولی شخصیات نہیں بلکہ عام انسان ہیں جن کی روزمرہ زندگی جدوجہد، محرومی اور ناکامی سے عبارت ہے۔ یہی تبدیلی اردو افسانے کو زندگی کی حقیقتوں سے قریب تر بناتی ہے اور اسے انسانی دکھ اور سماجی شعور کے اظہار کا ایک مؤثر وسیلہ فراہم کرتی ہے۔ اس تناظر میں ہیرو کا زوال اردو افسانے کے اہم ترین المیاتی عناصر میں شمار کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے افسانہ نگار انسانی کرب، سماجی ناانصافی اور وجودی بے بسی کی گہری تصویریں پیش کرتا ہے۔

اگر کوئی بہادر، نیک اور عظیم شخصیت اپنی ایک غلطی یا مخالف حالات کی وجہ سے تباہی کا شکار ہو جائے تو یہ ہیرو کے زوال کا المیہ کہلاتا ہے۔ ہیرو کا زوال المیے کی وہ بنیاد ہے جو اسے دیگر اصناف ادب سے ممتاز کرتی ہے۔ یہ زوال ہیرو کی کمزوری، غلط فیصلے یا تقدیر کے جبر کا نتیجہ ہوتا ہے، لیکن اس کا مقصد محض دکھ یا ہلاکت دکھانا نہیں بلکہ ناظر یا قاری کے دل میں خوف، ہمدردی اور تطہیرِ جذبات پیدا کرنا ہے۔ ہی پہلو المیاتی فن پارے کو دائمی اثر اور فکری گہرائی عطا کرتا ہے۔ جیسے شیکسپیئر کے ہیملٹ یا سوفوکلیز کا اوڈیپس۔

2 معاشی استحصال اور طبقاتی ناہمواری:

اردو افسانے میں معاشی استحصال اور طبقاتی ناہمواری کا المیہ اردو افسانہ معاشرتی مسائل کی عکاسی کرنے والی ایک اہم ادبی صنف ہے۔ اس میں معاشی استحصال اور طبقاتی نابرابری کو نہایت گہرائی سے پیش کیا گیا ہے۔ معاشرے میں موجود معاشی تفاوت کے باعث ایک طبقہ آسائشوں سے بھرپور زندگی گزارتا ہے، جبکہ دوسرا طبقہ بنیادی ضروریات کے حصول کے لیے بھی جدوجہد کرتا نظر آتا ہے۔ یہی فرق المیے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ افسانہ نگاروں نے اپنی تخلیقات میں ایسے کردار پیش کیے ہیں جو غربت، بے روزگاری، کم اجرت اور سماجی محرومی کا شکار ہیں۔ یہ کردار اپنی محنت کے باوجود بہتر زندگی سے محروم رہتے ہیں، جبکہ صاحبِ اقتدار اور سرمایہ دار طبقہ ان کی محنت سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس ناانصافی کے نتیجے میں احساسِ محرومی، مایوسی اور سماجی بے چینی جنم لیتی ہے۔

طبقاتی ناہمواری نہ صرف معاشی مسائل کو بڑھاتی ہے بلکہ انسانی وقار اور سماجی تعلقات کو بھی متاثر کرتی ہے۔ اردو افسانوں میں اکثر یہ دکھایا گیا ہے کہ دولت اور اختیار کی غیر مساوی تقسیم معاشرے میں فاصلے پیدا کرتی ہے اور کمزور طبقات کو مسلسل مشکلات سے دوچار رکھتی ہے۔ اردو افسانے میں معاشی استحصال اور طبقاتی نابرابری کا المیہ انسانی زندگی کے ان تلخ پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے جو معاشرتی ناانصافی اور معاشی عدم توازن کے باعث وجود میں آتے ہیں۔ یہ افسانے قاری کو معاشرے کے محروم طبقات کے مسائل پر غور کرنے اور انصاف و مساوات کی اہمیت کو سمجھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

3 عورت کا استحصال:

اردو افسانے میں عورت کے مسائل اور اس پر ہونے والے ظلم و استحصال کو ایک اہم المیاتی موضوع کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مختلف افسانہ نگاروں نے عورت کی زندگی کے ایسے پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جن میں وہ سماجی رسم و رواج، معاشی مشکلات اور گھریلو جبر کا شکار نظر آتی ہے۔ عورت کو اکثر ایسے کردار کی صورت میں دکھایا گیا ہے جو مردانہ بالادستی اور معاشرتی پابندیوں کے باعث مسلسل محرومی اور اذیت برداشت کرتی ہے۔ ڈاکٹر شکیل احمد کے مطابق:

> "اردو افسانہ میں عورت کا استحصال سماجی ناانصافی، مردانہ بالادستی، معاشی محرومی اور فرسودہ روایات کے نتیجے میں جنم لینے والا ایک اہم المیہ ہے، جسے متعدد افسانہ نگاروں نے حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا ہے۔"[11]

عورت کے استحصال کی متعدد شکلیں اردو افسانے میں نمایاں ہیں۔ بعض اوقات اسے تعلیم اور خود مختاری کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے، جبکہ کئی مواقع پر وہ گھریلو تشدد، معاشی انحصار اور جذباتی بے قدری کا سامنا کرتی ہے۔ افسانہ نگاروں نے یہ بھی دکھایا ہے کہ معاشرہ اکثر عورت کی شخصیت، خواہشات اور احساسات کو نظر انداز کر دیتا ہے اور اسے محض ایک تابع دار وجود سمجھتا ہے۔ اردو کے معروف افسانہ نگاروں نے عورت کی نفسیاتی کشمکش، تنہائی، محرومی اور حقوق کی جدوجہد کو نہایت حقیقت پسندانہ انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کی تخلیقات عورت کی زندگی میں موجود مسائل اور ناانصافیوں کی عکاسی کرتی ہیں اور قاری کو معاشرتی رویوں پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہیں۔

اردو افسانے میں عورت کا استحصال ایک ایسا المیہ ہے جو صنفی امتیاز، فرسودہ معاشرتی اقدار اور طاقت کے غیر منصفانہ استعمال کو نمایاں کرتا ہے۔ اس موضوع کے ذریعے افسانہ نگار نہ صرف عورت کے دکھ درد کو بیان کرتے ہیں بلکہ معاشرتی اصلاح اور انسانی مساوات کی ضرورت کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔

۴ انسانی بے بسی اور تقدیر کا جبر:

انسانی بے بسی اور تقدیر کا جبر اردو افسانے کے المیاتی ڈھانچے کے بنیادی ستونوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اردو افسانہ جب انسانی زندگی کے پیچیدہ تجربات، ناکامیوں، محرومیوں اور داخلی شکست وریخت کو موضوع بناتا ہے تو وہاں بے بسی کا احساس ایک مرکزی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ یہ بے بسی صرف فرد کی ذاتی کمزوری یا محدود صلاحیت کا نتیجہ نہیں ہوتی بلکہ اس کے پسِ منظر میں ایسے سماجی، معاشی، تاریخی اور نفسیاتی عوامل کارفرما ہوتے ہیں جو انسان کی آزادیِ عمل کو محدود کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اردو افسانے میں المیہ اس وقت جنم لیتا ہے جب انسان اپنے خوابوں، خواہشوں اور جدوجہد کے باوجود حالات کی سختیوں پر قابو پانے میں ناکام رہتا ہے۔

المیاتی ادب کی روایت میں تقدیر ہمیشہ ایک مؤثر قوت کے طور پر موجود رہی ہے۔ کلاسیکی المیے میں یہ قوت ماورائی اور غیر مرئی شکل میں سامنے آتی ہے، لیکن اردو افسانے نے اس تصور کو نئے معنوی اور سماجی تناظر عطا کیے ہیں۔ جدید افسانہ نگاروں کے ہاں تقدیر کسی غیبی طاقت کا نام نہیں بلکہ وہ حالات، نظام اور معاشرتی ڈھانچے ہیں جو انسان کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اس طرح تقدیر ایک سماجی اور تاریخی حقیقت میں تبدیل ہو جاتی ہے جس کے سامنے فرد اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود بے اختیار دکھائی دیتا ہے۔ اردو افسانے میں انسانی بے بسی کی ایک نمایاں شکل معاشی محرومی اور طبقاتی ناہمواری کے تناظر میں سامنے آتی ہے۔ ایسے کردار جو محنت اور دیانت کے باوجود بنیادی ضروریاتِ زندگی حاصل نہیں کر پاتے، المیے کی علامت بن جاتے ہیں۔ ان کی زندگی مسلسل جدوجہد، ناکامی اور محرومی سے عبارت ہوتی ہے۔ غربت ان کے خوابوں کو محدود کر دیتی ہے اور سماجی نظام ان کی مشکلات میں مزید اضافہ کرتا ہے۔

اردو افسانے میں انسانی بے بسی اور تقدیر کا جبر محض موضوعاتی عناصر نہیں بلکہ المیاتی شعور کی بنیادی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ عناصر فرد اور معاشرے، ارادے اور حالات، خواہش اور حقیقت کے درمیان موجود کشمکش کو نمایاں کرتے ہیں۔ غربت، استحصال، تاریخی سانحات، نفسیاتی انتشار، وجودی بحران اور صنفی ناانصافیاں سب مل کر ایک ایسی فضا تشکیل دیتے ہیں جس میں انسان اپنی محدودیت کا شدید احساس کرتا ہے۔ اردو افسانہ اسی احساس کو فنی اور فکری گہرائی کے ساتھ پیش کر کے نہ صرف انسانی دکھ کی ترجمانی کرتا ہے بلکہ قاری کو زندگی کی پیچیدہ حقیقتوں پر غور وفکر کی دعوت بھی دیتا ہے۔

۵ نفسیاتی الجھنیں اور تنہائی:

اردو افسانے میں نفسیاتی پیچیدگیوں اور تنہائی کے المیے کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ افسانہ نگاروں نے انسانی ذہن کے اندر پیدا ہونے والے اضطراب، بے چینی اور داخلی کشمکش کو اپنے فن کا موضوع بنایا ہے۔ زندگی کے مختلف مسائل، ناموافق حالات اور ادھوری خواہشات اکثر انسان کو ذہنی دباؤ میں مبتلا کر دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں وہ خود کو الجھنوں کے حصار میں پاتا ہے۔ بعض افسانوی کردار اپنے احساسات اور مسائل دوسروں کے ساتھ بانٹنے سے قاصر رہتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی تنہائی مزید گہری ہو جاتی ہے۔ وہ بظاہر لوگوں کے درمیان موجود ہوتے ہیں، لیکن اندر سے شدید تنہائی اور بے اطمینانی کا شکار ہوتے ہیں۔ جدید معاشرتی زندگی میں رشتوں کی کمزوری اور باہمی فاصلے بھی اس احساس کو بڑھا دیتے ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اردو افسانہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ نفسیاتی الجھنیں اور تنہائی انسانی زندگی کے ایسے المیے ہیں جو فرد کی شخصیت، سوچ اور رویّوں پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ان موضوعات کے ذریعے افسانہ نگار انسانی باطن کی پیچیدگیوں کو اجاگر کرتے ہیں اور قاری کو انسان کے داخلی مسائل کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

۶ جنگ، ہجرت اور تقسیم ہند:

اردو افسانے میں تقسیمِ ہند اور ہجرت کا سانحہ ایک گہرا انسانی المیہ بن کر سامنے آتا ہے۔ 1947ء میں برصغیر کی تقسیم نے لاکھوں افراد کو اپنے آبائی گھروں، عزیز و اقارب اور سماجی رشتوں سے جدا کر دیا۔ اس اچانک تبدیلی نے انسانوں کو شدید ذہنی، جذباتی اور معاشرتی صدمات سے دوچار کیا، جس کی بھرپور عکاسی اردو افسانوں میں ملتی ہے۔ افسانہ نگاروں نے ہجرت کے دوران پیش آنے والے خوف، بے یقینی، بے گھری اور شناخت کے بحران کو نہایت مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔ ان کہانیوں میں ایسے کردار دکھائی دیتے ہیں جو نئی سرزمین پر پہنچ کر بھی اپنے ماضی کی یادوں اور بچھڑے ہوئے رشتوں کے غم سے نجات حاصل نہیں کر پاتے۔ اس طرح ہجرت صرف مکانی تبدیلی نہیں بلکہ ایک گہرا نفسیاتی اور روحانی کرب بن جاتی ہے۔

تقسیم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات، انسانی جانوں کے ضیاع اور اخلاقی اقدار کے زوال کو بھی اردو افسانے کا اہم موضوع بنایا گیا ہے۔ افسانہ نگاروں نے یہ واضح کیا ہے کہ سیاسی فیصلوں کا سب سے زیادہ بوجھ عام انسانوں نے اٹھایا، جن کی زندگیاں نفرت، تشدد اور محرومی کی نذر ہو گئیں۔ یوں اردو افسانہ تقسیمِ ہند اور ہجرت کے المیے کو محض ایک تاریخی واقعے کے طور پر نہیں بلکہ انسانی دکھ، محرومی اور بقا کی جدوجہد کی علامت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ موضوع آج بھی اردو ادب میں اپنی معنویت اور اثر انگیزی برقرار رکھے ہوئے ہے۔

۷۔ اخلاقی زوال کا المیہ:

اخلاقی زوال اردو افسانے کے اہم ترین المیاتی عناصر میں شمار ہوتا ہے۔ المیہ صرف جسمانی تباہی، غربت یا موت کا نام نہیں بلکہ انسانی اقدار، اخلاقی اصولوں اور روحانی قدروں کی شکست بھی ایک گہرا المیہ ہے۔ جب فرد یا معاشرہ سچائی، دیانت داری، ایثار، محبت، ہمدردی، انصاف اور انسان دوستی جیسی اعلیٰ اقدار سے محروم ہو جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں ایک ایسا اخلاقی بحران جنم لیتا ہے جو پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اردو افسانہ نگاروں نے اس اخلاقی انحطاط کو نہ صرف سماجی مسئلہ قرار دیا ہے بلکہ اسے انسانی وجود کے ایک المناک سانحے کے طور پر پیش کیا ہے۔ اردو افسانے میں اخلاقی زوال کا المیہ دراصل انسان کی اپنی ذات، اپنے ضمیر اور اپنی تہذیبی شناخت سے دوری کی داستان ہے۔

اردو افسانے میں اخلاقی زوال کا المیہ انسانی زندگی کے ان گہرے بحرانوں کی نمائندگی کرتا ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کو متاثر کرتے ہیں۔ مادیت پرستی، مفاد پرستی، رشتوں کی شکست، سماجی منافقت، تہذیبی انحطاط، تقسیمِ ہند کے اثرات اور وجودی بے معنویت جیسے عوامل اس المیے کو تشکیل دیتے ہیں۔ اردو افسانہ نگاروں نے نہایت فنی بصیرت کے ساتھ یہ واضح کیا ہے کہ انسان کی حقیقی تباہی جسمانی یا معاشی نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی تباہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اخلاقی زوال اردو افسانے کے المیاتی شعور کا ایک بنیادی اور مستقل عنصر بن کر سامنے آتا ہے۔ اس المیے کے مطالعے سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ادب نہ صرف معاشرتی خرابیوں کی نشاندہی کرتا ہے بلکہ انسانی ضمیر کو بیدار کرنے کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔

۸۔ موت اور فنا کا شعور:

موت اور فنا کا شعور اردو افسانے کے اہم ترین المیاتی عناصر میں شمار ہوتا ہے۔ انسانی زندگی کی سب سے بڑی اور ناقابلِ تردید حقیقت موت ہے، جو ازل سے انسان کے فکر و احساس کا مرکز رہی ہے۔ فلسفہ، مذہب، نفسیات اور ادب سبھی نے موت کے مسئلے کو اپنی اپنی جہت سے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ ادب میں خصوصاً المیاتی ادب کا بنیادی سرچشمہ زندگی کی ناپائیداری، انسان کی محدودیت اور فنا پذیری کا احساس ہے۔ اردو افسانہ بھی اس آفاقی انسانی تجربے سے گہرے طور پر وابستہ ہے۔ اردو افسانہ نگاروں نے موت کو محض ایک حیاتیاتی واقعہ نہیں سمجھا بلکہ اسے انسانی وجود، معاشرت، نفسیات، تہذیب اور اقدار کے زوال کی علامت کے طور پر پیش کیا ہے۔ چنانچہ اردو افسانے میں موت اور فنا کا شعور ایک ایسے المیاتی عنصر کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے جو انسانی زندگی کی بے ثباتی، محرومی، تنہائی، شکست اور وجودی اضطراب کو نمایاں کرتا ہے۔

اردو افسانے میں موت اور فنا کا شعور ایک بنیادی اور ہمہ گیر المیاتی عنصر ہے جو انسانی وجود کی ناپائیداری، بے بسی، محرومی اور شکست کو نمایاں کرتا ہے۔ یہ شعور فردی، سماجی، نفسیاتی، تہذیبی اور وجودی سطحوں پر مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ تقسیمِ ہند کے سانحات، غربت و استحصال، اخلاقی زوال، تہذیبی انحطاط اور وجودی بحران سب موت اور فنا کے اسی وسیع تصور سے وابستہ ہیں۔ اردو افسانہ نگاروں نے موت کو محض زندگی کے اختتام کے طور پر نہیں بلکہ انسانی تجربے کی ایک گہری اور پیچیدہ حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موت اور فنا کا شعور اردو افسانے کے المیاتی ڈھانچے کا ایک ناگزیر اور مؤثر عنصر بن کر سامنے آتا ہے، جو قاری کو نہ صرف زندگی کی حقیقتوں سے آشنا کرتا ہے بلکہ انسانی وجود کی معنویت پر بھی غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔

حقیقی زندگی ہو یا کہ افسانوی دنیا، ہر جگہ ایسے کردار موجود ہوتے ہیں جو درد و غم کا لبادہ اوڑھے زندگی کے دن گنتے ملتے ہیں۔ حقیقی زندگی میں ظلم و جبر کے اندھیرے، حالات کا جبر اور سماج کا قہر یہ سب مل کر انسان کو ایک المیہ کردار بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اور فکشن میں فکشن نگار کا ہنر ہوتا ہے جو اپنے ارد گرد بسنے والے لاکھوں کے ہجوم میں سے کسی ایک ایسے کردار کو اس طرح سے پیش کرتا ہے کہ اس کی زندگی میں ایک ایک لمحہ کی المناک صورتحال قاری کے دل کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ افسانہ نگار اپنے تخیل، قوت مشاہدہ اور فکری قوت کے ذریعے برسوں کو محیط معاشرے کی تاریخ مرتب کرتا ہے۔ وہ سماج کی ان تلخ حقائق کو بیان کرتا ہے جس سے ایک عام انسان نظریں چرا کر گزرنے میں ہی عافیت خیال کر رہا ہوتا ہے۔

اختتامی حوالے سے المیہ قاری کو فکری اضطراب یا جذباتی کرب کی کیفیت میں چھوڑ دیتا ہے، اور اس کا انجام عموماً ایک افسوس ناک حقیقت پر منتج ہوتا ہے، جیسا کہ یونانی المیوں یا شیکسپیئر کے مشہور ڈراموں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے برعکس طربیہ یا عشقیہ کا انجام اکثر خوشی، کامیابی یا امید کی فضا میں مکمل ہوتا ہے، جہاں انجام ناظر یا قاری کو اطمینان اور مسرت عطا کرتا ہے۔

المیہ انسانی تجربات کا ایسا پہلو ہے جو ہمیں دکھ کے ساتھ ساتھ یہ سکھاتا ہے کہ فیصلے، کردار اور حالات کس طرح زندگی کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔ یہ نہ صرف فنی اظہار ہے بلکہ فلسفیانہ بصیرت کا ذریعہ بھی ہے۔ المیہ صرف غم و اندوہ یا زوال کی کہانی تک محدود نہیں بلکہ انسان کی داخلی عظمت، کمزوری اور کائناتی حقائق کو ایک ساتھ اجاگر کرتا ہے۔ کلاسیکی دور میں ہیرو کی تقدیر اور ذاتی کمزوریاں اس کی تباہی کا باعث سمجھی جاتی تھیں، جبکہ جدید دور کے المیے میں فردِ واحد کی بجائے عام انسان اور معاشرتی حالات کو مرکزیت حاصل ہے۔ اس طرح المیہ قاری کو نہ صرف جذباتی طور پر متاثر کرتا ہے بلکہ فکری سطح پر جھنجھوڑتا بھی ہے اور اسے اپنی ذات اور سماجی حقیقتوں پر غور کرنے کی تحریک دیتا ہے۔ "المیہ" جہاں انسان کا تزکیہ نفس کرتا ہے وہاں شعر و ادب میں ایسی کیفیات کا سبب بھی بنتا ہے جس سے ادبِ عالیہ کی تخلیق سامنے آتی ہے۔

اردو افسانے میں المیاتی عناصر کا مطالعہ اس حقیقت کو نمایاں کرتا ہے کہ انسانی زندگی دکھ، درد، کرب، محرومی اور اذیت کے متعدد تجربات سے عبارت ہے، اور ادب ان تجربات کو محض بیان کرنے کے بجائے ان کی معنویت کو سمجھنے اور سمجھانے کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔ اردو افسانہ انسانی زندگی کے ان پہلوؤں کو تخلیقی اظہار عطا کرتا ہے جو سماجی جبر، معاشی ناہمواری، تہذیبی انتشار، جذباتی محرومی، نفسیاتی پیچیدگی اور رشتوں کی شکست و ریخت کے نتیجے میں جنم لیتے ہیں۔ اس صنف کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ زندگی کی تلخ حقیقتوں کو محدود واقعات یا انفرادی تجربات کے طور پر پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے پس منظر میں موجود وسیع تر انسانی اور معاشرتی مسائل کی طرف بھی توجہ مبذول کراتی ہے۔

اس مطالعے سے یہ تصور ابھرتا ہے کہ اردو افسانے میں المیاتی عناصر کی نوعیت یک رخی نہیں، بلکہ ان کے مظاہر انسانی زندگی کے مختلف دائروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بعض اوقات دکھ کا سبب غربت، بھوک، بے روزگاری اور معاشی استحصال بنتے ہیں، جب کہ بعض صورتوں میں طبقاتی تقسیم، سماجی ناانصافی، تعصبات اور جابرانہ رویے انسانی زندگی کو اذیت ناک بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح محبت کی ناکامی، رشتوں میں بے اعتنائی، جذباتی تنہائی، خوابوں کی شکست اور خواہشات کی نامکمل تکمیل بھی انسانی کرب کی نمایاں صورتیں ہیں۔ انفرادی سطح پر یہ تجربات کسی کردار کی داخلی شکست اور بے بسی کو ظاہر کرتے ہیں، جب کہ اجتماعی سطح پر یہی تجربات معاشرے کی ساخت، اقدار اور رویوں میں موجود تضادات کو نمایاں کرنے کا وسیلہ بنتے ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 3, No.1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اردو افسانے میں انسانی دکھ کی اہمیت اس پہلو سے بھی مسلم ہے کہ افسانہ نگار اسے محض تقدیر کا لکھا یا زندگی کا ناگزیر حصہ قرار دے کر نظر انداز نہیں کرتا، بلکہ اکثر ان حالات اور عوامل کو نمایاں کرتا ہے جو دکھ کی شدت اور دوام کا سبب بنتے ہیں۔ چنانچہ المیاتی عناصر کا تنقیدی مطالعہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ انسانی کرب کے پیچھے محض انفرادی کمزوریاں یا شخصی ناکامیاں ہی کارفرما نہیں ہوتیں، بلکہ بہت سے مواقع پر سماجی نظام، معاشی حالات، طاقت کے غیر مساوی رشتے اور اجتماعی بے حسی بھی اس میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے اردو افسانہ انسانی دکھ کے بیان کے ساتھ ساتھ معاشرتی شعور کی بیداری اور انسانی رویوں کے محاسبے کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ دکھ، درد، کرب، اذیت، الم اور تکلیف جیسی اصطلاحات معنوی اعتبار سے ایک دوسرے سے قریب ہونے کے باوجود اپنی نوعیت اور شدت کے لحاظ سے مختلف مفاہیم رکھتی ہیں۔ کسی کردار کا دکھ ایک وقتی محرومی کا نتیجہ ہو سکتا ہے، جب کہ کرب اس کے باطن میں مسلسل اضطراب کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ اسی طرح اذیت کسی خارجی صورتِ حال یا دوسرے انسان کے رویے سے پیدا ہو سکتی ہے، جب کہ الم کسی گہری داخلی شکست، ناقابلِ تلافی نقصان یا جذباتی محرومی سے وابستہ ہو سکتا ہے۔ اردو افسانے میں ان کیفیات کی شناخت اور تفہیم اس لیے ضروری ہے کہ ان کے ذریعے انسانی تجربے کی پیچیدگی اور کرداروں کی نفسیاتی و جذباتی ساخت کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

اردو افسانے کی فنی تشکیل میں بھی المیاتی عناصر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ کرداروں کی داخلی کیفیات، واقعات کی ترتیب، ماحول کی عکاسی، مکالموں کی معنویت، علامتوں کا استعمال اور بیانیے کی ساخت ان عناصر کو مؤثر بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بعض افسانوں میں دکھ کا اظہار براہِ راست ہوتا ہے، جب کہ بعض میں خاموشی، تنہائی، علامتی صورتوں اور غیر محسوس اشاروں کے ذریعے کرب کی کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔ اسی طرح کہیں کرداروں کی بے بسی قاری کو متاثر کرتی ہے اور کہیں ان کے حالات کے پس منظر میں موجود سماجی تضادات اسے غور و فکر پر آمادہ کرتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ افسانے میں المیاتی عناصر کی معنویت صرف موضوع کے انتخاب میں نہیں، بلکہ ان کے فنی اظہار اور تخلیقی تشکیل میں بھی مضمر ہوتی ہے۔

اس تناظر میں یہ کہنا بجا ہو گا کہ اردو افسانے میں المیاتی عناصر کا مطالعہ محض رنج و الم کی صورتوں کی درجہ بندی نہیں، بلکہ انسانی زندگی کے ان تجربات کی تفہیم ہے جو فرد کے شعور، احساس اور سماجی وجود کو تشکیل دیتے ہیں۔ افسانہ جب کسی محروم، مجبور، تنہا یا شکست خوردہ کردار کی زندگی کو موضوع بناتا ہے تو اس کے ذریعے قاری کو ان حالات کا ادراک بھی حاصل ہوتا ہے جن سے ایسے کرداروں کی زندگیاں متعین ہوتی ہیں۔ یوں افسانوی ادب انسانی ہمدردی کو وسعت دینے، سماجی بے حسی کو آشکار کرنے اور زندگی کے پیچیدہ مسائل پر غور و فکر کی راہیں کھولنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اس تحقیق میں المیاتی عناصر کو ارسطو کے تصورِ المیہ کے مخصوص فنی مفہوم کے تحت نہیں دیکھا گیا، بلکہ انھیں انسانی زندگی کے دکھوں، محرومیوں، اذیتوں اور داخلی و خارجی کرب کی مختلف صورتوں کے طور پر سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس زاویۂ نظر سے اردو افسانہ انسانی تجربے کی ایسی ادبی دستاویز بن کر سامنے آتا ہے جس میں فرد اور معاشرے کے باہمی تعلق، انسانی نفسیات، سماجی جبر اور زندگی کی تلخ حقیقتوں کے متعدد پہلو منعکس ہوتے ہیں۔ اس کا مطالعہ اس حقیقت کو بھی اجاگر کرتا ہے کہ انسانی دکھ اپنی انفرادی نوعیت کے باوجود اکثر اجتماعی حالات اور مشترکہ انسانی تجربات سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔

حاصلِ مطالعہ یہ ہے کہ اردو افسانے میں المیاتی عناصر زندگی کی تلخیوں کے محض عکاس نہیں، بلکہ انسانی شعور کی بیداری، سماجی حقیقتوں کی شناخت اور انسانی وجود کی تفہیم کا اہم ذریعہ بھی ہیں۔ یہ عناصر افسانے کو معنوی گہرائی عطا کرتے ہیں اور قاری کو اس امر پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں کہ انسانی دکھ کن حالات میں جنم لیتے ہیں، کس طرح فرد کی داخلی دنیا کو متاثر کرتے ہیں اور کن صورتوں میں اجتماعی زندگی کے تضادات کو آشکار کرتے ہیں۔ اس طرح اردو افسانے میں المیاتی عناصر کی معنویت صرف دکھ کے اظہار تک محدود نہیں رہتی، بلکہ وہ انسانی زندگی کے مسائل کو سمجھنے، ان کے اسباب پر غور کرنے اور انسانی ہمدردی کے احساس کو تقویت دینے میں بھی معاون ثابت ہوتی ہے۔

بالآخر، اردو افسانے میں المیاتی عناصر کا مطالعہ انسانی زندگی کے ان ناقابلِ نظر انداز حقائق کی طرف توجہ مبذول کراتا ہے جنھیں نظر انداز کر کے نہ زندگی کی مکمل تفہیم ممکن ہے اور نہ ہی ادب کی معنوی وسعت کا صحیح ادراک حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اردو افسانہ انھی دکھوں، محرومیوں اور کرب

انگیز تجربات کو تخلیقی صورت دے کر انسانی وجود کی پیچیدگیوں کو نمایاں کرتا ہے اور قاری کو اپنے انفرادی و اجتماعی رویوں کا جائزہ لینے کی تحریک دیتا ہے۔ یوں اردو افسانے میں المیاتی عناصر کی شناخت و تفہیم دراصل انسانی زندگی کے دکھوں کو ادبی، فکری اور سماجی تناظر میں سمجھنے کی ایک بامعنی کوشش ہے، جو ادب کی انسانی معنویت کو مزید واضح کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ انور جمال، ادبی اصطلاحات، اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن، ۲۰۱۹، ص ۴۴

۲۔ عبدالحق، مولوی، ڈاکٹر، اردو انگریزی لغت، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۸۷، ص ۱۳۴

۳۔ فیروز الدین، مولوی، ڈاکٹر، لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۲۰۰۵، ص ۱۳۴

۴۔ عبدالحق، مولوی، ڈاکٹر، اردو انگریزی لغت، ص ۶۲۷

۵۔ احمد دہلوی، سید، فرہنگ آصفیہ، جلد دوم، لاہور: مطبع رفاہ عالم، ۱۹۰۸، ص ۲۵۴

۶۔ عبدالحق، مولوی، ڈاکٹر، اردو انگریزی لغت، ص ۸۰۵

۷۔ فیروز الدین، مولوی، فیروز الغات، ص ۱۹۷

۸۔ عبدالحق، مولوی، ڈاکٹر، اردو انگریزی لغت، ص ۲۱۰

۹۔ نورالحسن نیئر، نورالغات، دہلی: ترقی اردو، ۱۹۸۹، ص ۳۹۸

۱۰۔ جمیل جالبی، ارسطو سے ایلیٹ تک، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، ۱۹۷۲، ص ۹۱

۱۱۔ شکیل احمد، ڈاکٹر، اردو افسانوں میں سماجی مسائل کی عکاسی، لکھنو: نصرت پبلیشرز، ۱۹۸۴، ص ۸۶